

Published:

May 7, 2026

The Need for Righteous Companionship and Characteristics of Righteous Persons: An Applied Study of Quranic Teachings

صحبتِ صالح کی ضرورت اور صالحین کے خصائص: تعلیماتِ قرآنی کا اطلاقی مطالعہ

Dr. Naseem Mahmood

Faculty, University of Management and Technology, Sialkot

Email: drnasimskt@gmail.com

Abstract

Islam is a universal religion and the Holy Qur'an is its primary source, offering guidance for all humanity until the Day of Judgment. Human beings are naturally social, and their interactions significantly influence their moral and spiritual development. This research article examines the importance of righteous companionship in shaping individual character and safeguarding faith. Drawing upon Qur'anic verses and Prophetic traditions, it highlights how association with virtuous individuals' nurtures piety, moral discipline, and spiritual growth, while evil company leads to moral destruction and deviation. The study further explores the defining characteristics of the righteous persons, including faith and piety, refined upbringing, good conduct, mutual assistance, forgiveness, sincerity, loyalty, and continuous supplication for others. It argues that adopting the company of the pious persons not only benefits individuals in worldly life but also plays an important role in success in the Hereafter. In the context of modern societal challenges, particularly among youth, the paper emphasizes the urgent need to revive spiritually uplifting environments and promote righteous associations to counter negative influences and ensure moral reform.

Keywords: Righteous Companionship, Faith and Piety, Pure Training, Forgiving Attitude, Spiritual Growth, Good Character, Social Influence, Loyalty and Sincerity

اسلام ایک آفاقی دین ہے جس کا منبع و ماخذ قرآن پاک ہے جس کی تعلیمات قیامت تک تمام انسانیت کے ہدایت کا سامان اور مشکلات سے نکلنے کے ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی بندگی کے لئے پیدا فرمایا اور دیگر انسانوں کے ساتھ اس کے تعلقات اس کی طبیعت کا اہم عنصر بنایا، اسی لئے تو آدم علیہ السلام کی تخلیق کے بعد ان کی پسلی سے حضرت حوا کو پیدا فرمایا۔ ان کی تسکین کا سامان بنایا اور پھر ازواج ان انسانی جوڑوں سے بہت سے مرد و عورت پیدا فرما کر اس جہان کو آباد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کا اس حوالے سے فرمان ہے:

¹۔ بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (قاہرہ: دار طوق النجاة، 1422ھ)، 4:133، رقم الحدیث: 3331

Published:

May 7, 2026

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً²
"اے لوگو! ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا فرمایا اور پھر اس سے اس کی بیوی کو پیدا فرمایا اور پھر ان سے بہت سے مردوں

اور عورتوں کو پھیلایا"

انسان چونکہ طبعی اعتبار سے معاشرت پسند ہے اس لئے دوسرے انسانوں کے ساتھ رہنا اس کی فطری مجبوری ٹھہرا۔ انسانوں کے اس اجتماع میں اچھے اور برے ہر
طرز کے افراد ملیں گے اور ان کے ایک دوسرے کے ساتھ ملاپ کے اثرات بھی ان کی طبیعتوں پر مترتب ہوں گے۔ نیک اپنے نیک اثرات چھوڑیں گے جبکہ
معصیت کوش معاشرے برائیوں کی گرداب میں پھنسانے کا سبب بنیں گے۔ اس تحقیقی بحث میں معاشرے میں نیک افراد یا دوسرے لفظوں میں صالحین کی صحبت
کی ضرورت واہمیت اور صلحاء کے خصائص کی معرفت کی کوشش کی جائے گی تاکہ ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کر کے اپنے آپ کو بھی نیک بنانے کی کوشش کی
جاسکے۔ اس اعتبار سے یہ تحقیقی مقالہ دواہم نکات پر مشتمل ہے جن میں سے ایک صحبتِ صالح کی ضرورت اور دوسرا صالحین کے خصائص ہیں۔ ذیل میں ان دونوں
نکات کا تفصیلی مطالعہ کیا جاتا ہے۔

صحبتِ صالح کی ضرورت

اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان جس بھی طبیعت کا ہو وہ دوسروں پر اپنے اثرات لازمی چھوڑتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا انسانی سنگت کے اثرات کے حوالے سے
فرمان ہے:

مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسَّوِّءِ كَمَثَلِ الْمَسْكِ وَنَافِخِ الْكَيْبِ، فَحَامِلُ الْمَسْكِ إِمَّا أَنْ يُخْدِيكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وَإِمَّا أَنْ
تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكَيْبِ إِمَّا أَنْ يَخْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً³

"اچھے اور برے دوست کی مثال کستوری اٹھانے اور بھٹی میں پھونکنے والے شخص کی سے ہے کہ کستوری اٹھانے والا یا تو (وہ کستوری) تجھے خوشہ دے دے گا یا پھر تو
اس سے خرید لے گا یا (اگر یہ دونوں کام نہ ہوئے تو کم از کم) تو اس کی پاکیزہ خوشبو تو پائے گا، جبکہ بھٹی بڑھکانے والا یا تو تیرے کپڑے جلانے گا یا (کم از کم) تو اس سے
بدبو (ضرور) پائے گا"

² - النساء، 4: 1

³ - بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الذبائح والصدیق، 7: 96، رقم الحدیث: 5534؛ القشیری، ابوالحسن مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، تحقیق: فواد عبدالباقی (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1334ھ -

1955م)، کتاب البر والصلیة والاداب، باب استحباب مجالسة الصالحین، و مجلہ قرآن السوء، 4: 2026، رقم الحدیث: 2628

Published:

May 7, 2026

اسی لئے تو نبی کریم ﷺ نے حکما ارشاد فرمایا:

لَا نُصَاحِبُ إِلَّا مُؤْمِنًا، وَلَا يَأْكُلُ طَعَامَكَ إِلَّا تَقِيًّا⁴
"صرف مومن کی صحبت اختیار کرو اور تیرا کھانا صرف متقی شخص کھائے"

صحبت کی اہمیت رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے واضح ہوتی جس میں آپ ﷺ نے خصوصی خیال رکھنے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

منقول ارشاد نبوی ہے:

الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مِنْ يُخَالِلُ⁵
"آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے لہذا تم میں سے ہر شخص دیکھے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے"

اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

الْأَخْلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ⁶
"اس دن جگری دوست بھی ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے سوائے متقین کے"

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا*يَوْمَئِذٍ لَيْتَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيلًا*لَقَدْ أَضَلَّنِي
عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ إِذْ جَاءَنِي وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِلْإِنْسَانِ خَذُولًا⁷

"اس دن ظالم اپنے ہاتھوں پر کاٹے گا اور کہے گا، اے کاش کہ میں رسول (ﷺ) کے راستے پہ چلا ہوتا، اے کاش کہ میں فلاں کو دوست نہ بناتا، اس نے تو میرے

پاس نصیحت پہنچنے کے باوجود مجھے بھٹکا دیا ہے اور شیطان تو انسان کو دغا دینے والا ہے"

سنگت کیسی بھی ہو انسان اپنے صاحب و ساتھی کے ساتھ لازماً محبت شروع کر دیتا ہے اور جب محبت کے تعلقات بنتے ہیں تو اچھائیاں ہوں تب بھی اور برائیاں ہوں تب بھی ان میں شراکت لازمی ہوتی ہے، اسی لئے تو رسول اللہ ﷺ دوست بنانے سے پہلے غور و فکر کی تلقین فرمائی کہ ان کی آپسی محبت دونوں کو آخرت میں ایک

جگہ اکٹھا کر دے گی اور اس حقیقت کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان ہے:

⁴۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، السنن، تحقیق و تعلیق: احمد محمد شاکر و فواد عبدالباقی وغیرہ (مصر: شرسہ مکتبہ و مطبعہ مصطفیٰ البانی الحلبي، مصر، 1395ھ-1975م)، کتاب الزهد عن رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم، باب باب ما جاء في صحبة المؤمن، 4: 600، رقم الحدیث: 2395

⁵۔ ابوداؤد، سلیمان بن الاصحٰب السجستانی، السنن، تحقیق: شعيب الارنؤوط (بيروت: دار الرسالہ العالمیہ، 1430ھ-2009م)، اول کتاب الاداب، باب من يؤمر ان يجالس، 7: 204، رقم

الحدیث: 4833

⁶۔ الزخرف، 43: 67

⁷۔ الفرقان، 25: 27-29

الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ وَلَهُ مَا اكْتَسَبَ⁸

"آدمی (قیامت والے دن) اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور اس کے لئے اسی کا بدلہ ہو گا جو اس نے (عمل) کمایا"

اسی لئے شادی کے معاملہ میں بھی عورت کے دیگر خصائل کے ساتھ اس کے چار امور مال، حسب نسب، خوبصورتی اور دین کو پیش نظر رکھنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے⁹، اور ایسا اس لئے ہے کہ بیوی کے ساتھ زندگی بسر کرنا ہے تو اگر وہ نیک خصلت ہوگی تو شوہر کو بھی نیک بنا دے گی بصورت دیگر وہ اس کو اپنے ماحول میں ڈھال لے گی جس سے اس کی دنیا تو خراب ہوگی ہی مگر ساتھ ہی اس کی آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔ اگر تو دوستی نیکوں کے ساتھ ہوگی تو اس عمل میں اللہ تعالیٰ نے ان سے انفرادی طور پر کئے ہوئے اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے والے قیامت والے اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ میں ہوں گے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ نے ان سے انفرادی طور پر کئے ہوئے جن کو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ نصیب ہو گا رسول اللہ ﷺ کا فرمان نقل فرمایا:

وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ¹⁰

"وہ دو افراد جو اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں"

ان سب معاملات کو غور سے دیکھیں تو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ سے مروی

كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ إِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ يَسْأَلُ فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَهُ هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا فَمَاتَ فَجَعَلَ يَسْأَلُ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَنتِ قَرِيْبَةٌ كَذَا وَكَذَا فَأَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهِ نَحْوَهَا فَاحْتَضَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةٌ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقْرَبِي وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعِدِي وَقَالَ قَيْسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوَجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشَبْرٍ فَعَفِرَ لَهُ¹¹

"بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے پھر وہ (توبہ کا کوئی راستہ تلاش کرتے ہوئے) ایک راہب کے پاس اور اس کے پوچھتے ہوئے کہنے لگا کیا اس کے توبہ (کی قبولیت) کا کوئی راستہ ہے؟ اس نے کہا نہیں تو اس نے اسے بھی قتل کر دیا مگر وہ (اس بارے) پوچھتا رہا تو ایک آدمی نے اس سے کہا فلاں فلاں بستی میں چلا جا اور وہاں جا کر رہائش اختیار کر اور اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ کر، اب جب وہ چل پڑا تو اسے موت نے (راستے میں ہی) آیا، تو اس کیفیت میں وہ اس بستی کی طرف اپنے سینے کے بل گھسٹنے لگا (اب وہاں رحمت اور عذاب کے فرشتے بھی آگئے) تو رحمت اور عذاب کے فرشتے اس (آدمی) کے بارے میں جھگڑنے لگے، (اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا کہ اس کی اپنی بستی کی طرف والی اور اللہ والوں کی بستی کی طرف والی زمین کو ناپنے کا حکم دیا اور فرشتے جب دونوں طرف والی زمینوں کو ناپنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے (اللہ والوں کی طرف والی) اس زمین کو حکم دیا کہ تو قریب ہو جا اور (اس کی اپنی بستی کی طرف والی) اس زمین کو حکم دیا کہ تو دور ہو جا اور فرشتوں سے فرمایا کہ اب ان دونوں اطراف کی درمیانی زمینوں کو ناپو! تو (اللہ والوں کی بستی کی طرف والی) اس زمین کو ایک باشت قریب پایا تو اس (قاتل) کو بخش دیا گیا"

⁸ - ترمذی، السنن، ابواب الزهد، باب ما جاء أن المرء مع من أحب 4: 595، رقم الحديث: 2386

⁹ - بخاری، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الکفای فی الدین، 7: 7، رقم الحديث: 5090

¹⁰ - نفس المرجع، کتاب الاذان، باب من جلس فی المسجد منتظر الصلاة وفضل المساجد، 1: 133، رقم الحديث: 660

¹¹ - بخاری، الجامع الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء، باب حدیث الغار، 4: 174، رقم الحديث: 3470

Published:

May 7, 2026

حدیث کے الفاظ واضح کرتے ہیں انسان اگر صحبتِ صالح کا متلاشی بن جائے اور وہ اس حد تک گنہگار ہو کہ اس کے عمل اس کو دوزخ کی طرف دھکیلنے والے ہوں مگر اس کا مقصد صحبتِ صالح کی تلاش اور اپنے احوال کی اصلاح ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے احوال اس انداز سے بدلتا ہے کہ اس کی موت کے وقت بھی اس کی بخشش کا سامان کر دیتا ہے۔

صحبت کا اثر اصحابِ کہف سے بھی واضح ہوتا ہے کہ ایک کتاب بھی اگر نیکوں کی صحبت کو لازم پکڑنے پر مصر ہو تو اللہ تعالیٰ جہاں غار میں پناہ لینے والے ان صالح نوجوانوں کی حفاظت فرماتا ہے وہیں ان کے کتے کے جسم کو بھی تین سو نو سال تک انہی کے ساتھ محفوظ رکھتا ہے۔¹²

یہی وجہ ہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی صحبت سے الگ ہوتے ہیں تو اپنی روحانی کیفیت کو بدلتے دیکھ کر اپنے بارے میں نفاق کا شک کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ ﷺ جب ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ﷺ ہمیں دوزخ اور جنت یاد دلاتے ہیں تو ہماری کیفیت یہ ہوتی ہے کہ گویا ہم اسے دیکھ رہے ہوتے ہیں اور ساتھ ہی گھروں کے معاملات اور دیگر امور کا اثر بتاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہم اکثر بھول جاتے ہیں تو نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

والذي نفسي بيده! إن لو تدومون على ما تكونون عندي، وفي الذكر، لصافحتكم الملائكة على فرشكم وفي طرفكم. ولكن، يا حنظلة! ساعة وساعة" ثلاث مرات¹³

"قسم اس ذات کی جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اگر آپ ہمیشہ اسی حالت میں رہو جس حالت میں میرے پاس ہوتے ہوئے ہوتے ہو تو فرشتے تمہارے بستروں میں اور تمہارے راستوں میں تمہارے ساتھ مصافحہ کرتے، لیکن اے حنظلہ قیامت اور قیامت، یہ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا"

جب اصلاحِ احوال کے لئے صلحاء کی صحبت اپنا اثر دکھاتی ہے تو لازم ہے اپنے آپ کو راقم پر قائم رکھنے کے لئے اللہ کے مقربین کی مجالس کو لازم پکڑا جائے۔ آج کے اس پر آشوب اور پر فتن دور میں جوانوں کی بربادی میں جہاں اور بہت سے امور کار فرما ہیں وہیں ایک اہم عنصر بری صحبت کا بھی ہے۔ آج کے جوانوں کی جلوتیں ابو لعلب والی اور خلوتیں الاماشاء اللہ غاشی والی ہوتی جا رہی ہیں۔ وہ تو م جسے جہاد اور قیام اللیل کا درس ملنا چاہئے تھا وہ ہوا ہوس کی اس انداز سے پجاری ہو چکی ہے کہ طاغوتی طاقتوں کے ساتھ مقابلہ اب ان کا خواب اور تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ لیکن اللہ کی رحمت اور اس کے فضل پر بھروسہ آج بھی اصلاح کی امید دلاتا ہے مگر اس کے لئے اصحابِ منبر و محراب اور اصحابِ طریقت کے اہم کردار کی ضرورت ہے، جس میں گفتار کی بجائے کردار و اخلاص کا زیادہ حصہ درکار ہے۔ حالات سے

¹² - الکھف، 18: 25

¹³ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب التوبہ، فضل دوام الذکر والفکر فی امور الآخرة، والمرآة، وجواز ترک ذکب فی بعض الاوقات، والاستغفار بالذکر، 4: 2106، رقم الحدیث: 2750

Published:

May 7, 2026

ماپو سی اہل ایمان کا شیوہ نہیں بلکہ کفر کا شیوہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کر کے آج بھی اگر ماحول، سنگت اور معمولات کو بدل لیا جائے تو دوزخ کی طرف والی زمین پھیل سکتی اور جنت کی طرف والی زمین سکڑ کر بندے کو اللہ تعالیٰ کے قریب کر سکتی ہے۔ آج مشائخ عظام اور مریدین دونوں میں اصلاح اور لہیت کے جذبہ کی ضرورت ہے اور یہی صحبتِ صالح کا شرعی طریقہ و فیضان ہے۔

صالحین کے خصائص

قرآن کریم میں صالحین کے کئی خصائل و خصائص کا تذکرہ ہے۔ ان میں ایمان و تقویٰ کا ربط، پاکیزہ تربیت، حسن معاملہ، حاجت براری کی کوشش، مصاحبین کی خطاؤں پر معافی، وفاء و اخلاص اور مجالسین کے لئے ان کی حیات و ممات دونوں صورتوں میں دعا کرتے رہنا، اہم خصائص ہیں۔ ذیل میں قرآن پاک کی روشنی میں ان چند خصائص کا مطالعہ کیا جاتا ہے تاکہ ان صفات کے حاملین کے ساتھ سنگت اختیار کر کے اپنی اصلاح اور عاقبت کا سامان کیا جاسکے۔

ایمان و تقویٰ کا ربط

اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کے قرب کا پہلا زینہ ایمان اور تقویٰ ہے۔ اگر دل میں ایمان نہیں ہے تو اعمال کا اخروی اعتبار سے کوئی اعتبار نہیں ہے اس لئے ایمان ہی نجات کا ذریعہ ہے اور اعمال کی قبولیت کا بھی اسی پر انحصار ہے۔ قرآن کریم میں اسی عنصر کو پیش نظر رکھتے ہوئے مصاحبین کے انتخاب کا حکم دیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ الضَّلَاةَ الدُّنْيَا ۗ وَلَا تَطْغِ مَنْ أَغْمَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۗ¹⁴

"اور ان لوگوں کی صحبت میں رہ جو صبح اور شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی رضامندی چاہتے ہیں، اور تو اپنی آنکھوں کو ان سے نہ ہٹا، کہ دنیا کی زینت تلاش کرنے لگ جائے، اور اس شخص کا کہنا نہ مان جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا ہے اور اس کا معاملہ حد سے گزرا ہوا ہے" ابن کثیر اس آیت کے ذیل میں لکھتے ہیں:

أَيُّ اجْلِسْ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ اللَّهَ وَيُهْلِكُونَهُ وَيَحْمَدُونَهُ وَيُسَبِّحُونَهُ وَيَكْبُرُونَهُ وَيَسْأَلُونَهُ بِكُرْهٍ وَعَشِيًّا، مِنْ عِبَادِ اللَّهِ سَوَاءً كَانُوا فُقَرَاءً أَوْ أَغْنِيَاءَ، أَوْ أَقْوِيَاءَ أَوْ ضَعَفَاءَ¹⁵

¹⁴ - لکھنؤ، 18: 28

¹⁵ - ابن کثیر، عماد الدین أبو الفداء اسماعیل بن عمر الدمشقی، تفسیر القرآن العظیم (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1419ھ-1998م)، 5: 137

Published:

May 7, 2026

"یعنی ان لوگوں کے ساتھ اپنا ٹھنڈا بیٹھنا رکھئے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر، ان کی تہلیل، تحمید، تسبیح اور تکبیر میں مصروف رہتے ہیں اور اللہ ہی سے صبح و شام سوال کرتے

ہیں، یہ اللہ کے بندے ہیں چاہے وہ غریب ہوں، مالدار ہوں، طاقتور ہوں یا کمزور ہوں"

اس قرآنی فرمان میں ان لوگوں کی صحبت اختیار کرنے کا حکم ہے کہ اللہ کے ذکر میں مصروف اور اس کی رضا کے طالب رہتے ہیں اور ان سے آنکھیں نہ

ہٹانے کا مطلب ان کے ساتھ پختہ وابستگی ہے اور دوسری طرف ان سے دوری دینا داری میں الجھاؤ کا سبب بن جائے گی۔ لہذا دین اور طریقت کے لبادہ میں اگر دنیا

داری نظر آئے تو اس سے گریز کرنا ہی بہتر ہے الایہ کہ وہ دنیوی معاملات دینی ضرورت بن جائیں۔ لیکن آیت کے اگلے الفاظ ہر اس شخص کی صحبت سے بچنے کا درس

دیتے ہیں جو بندے کو اللہ سے غافل کر کے ہوا ہو اس میں ڈال دے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ بوریا نشینی میں بھی اگر یاد ہے اور اس کا خوف دل میں ہے تو یہ بوریا نشینی

ہی جنت کا سامان ہے اور اگر مہلت، اعلیٰ منصب، مال و متاع اور کثرتِ اولاد و احباب دنیا کی محبت میں مگن کرنے والے اور خالق کی یاد سے غافل کرنے والے ہوں تو

یہ کامیابی کا نہیں بلکہ بربادی کا سامان ہیں ان سے دامن بچانا ہی زیادہ بہتر ہو گا کیونکہ دنیا عارضی ہے اور آخرت کی زندگی دائمی ہے لہذا عارضی کو سنوارنے اور

سنہالنے کی بجائے دائمی کی طرف توجہ اور اس کی حفاظت و آرائش ضروری ہے۔ اسی لئے تو فرمانِ نبوی میں مومن کی سنگت کے التزام اور نیکو کاروں اور پرہیزگاروں

اپنی کمائی سے کھانا کھلانے کا حکم دیا گیا ہے¹⁶ کہ ان کا کھانا کھلانے والے کے لئے بھی برکت کا سامان کر جاتا ہے۔ ایسا اہتمام اس لئے بھی کرنے کا حکم دیا گیا ہے کہ

صاحبِ ایمان و تقویٰ اپنے مجالسین کی خوشیوں سے خوش ہو گا اور ان کی پریشانیوں سے غمگین ہو کر ان کے ازالہ کا سامان کرے گا۔ ایسے افراد خود تو نیکی کو لازم پکڑیں

گے مگر ساتھ ساتھ اپنے مجبین اور مصاحبین کے لئے نیکی اور بھلائی کا سامان کریں گے تو ان کی صحبت ان کے دوستوں اور محبت کرنے والوں کے لئے ہدایت کا سامان

اور جنت میں داخلے کا سبب بن جائے گا اور قرآن پاک کے فرمان کے مطابق باقی دوست تو ایک دوسرے کے وہاں دشمن بن جائیں گے مگر متقین وہاں بھی دوستیاں

نبھائیں گے¹⁷۔ یہ صالحین مومنین اپنے مومن بھائیوں کی بخشش کے لئے کس انداز سے تنگ و دو کریں اس کا اندازہ ان جملوں سے لگایا جاسکتا ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی

بارگاہ میں قیامت والے دن اپنے مومن بھائیوں کو دوزخ کی آگ میں جلتا دیکھ کر عرض کریں گے اور خود جنت میں جانے سے انکار کریں گے۔ اس مکالمہ کو رسول

اللہ ﷺ یوں بیان فرماتے ہیں:

يَقُولُونَ: رَبَّنَا! كَانُوا يَصُومُونَ مَعَنَا وَيُصَلُّونَ وَيَحُجُّونَ. فَيَقَالُ لَهُمْ: أَخْرَجُوا مِنْ عَزْفَتُمْ. فَتَحَرَّمَ صُورُهُمْ عَلَى النَّارِ.
فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا قَدْ أَخَذَتِ النَّارُ إِلَى نِصْفِ سَاقِيهِ وَإِلَى رُكْبَتَيْهِ. ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! مَا بَقِيَ فِيهَا أَحَدٌ مِمَّنْ أَمَرْتَنَا بِهِ.

¹⁶ - ترمذی، السنن، کتاب الزہد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی صحبۃ المؤمن، 4: 600، رقم الحدیث: 2395

¹⁷ - الزخرف، 43: 67

Published:

May 7, 2026

فَيَقُولُ: اِزْجِعُوا. فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ. فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا. ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَدْرُ فِيهَا أَحَدًا مِمَّنْ أَمَرْتَنَا. ثُمَّ يَقُولُ: اِزْجِعُوا. فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ. فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا. ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَدْرُ فِيهَا أَحَدًا. ثُمَّ يَقُولُ: اِزْجِعُوا. فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ فَأَخْرِجُوهُ. فَيُخْرِجُونَ خَلْقًا كَثِيرًا. ثُمَّ يَقُولُونَ: رَبَّنَا! لَمْ نَدْرُ فِيهَا خَيْرًا¹⁸

"وہ عرض کریں گے: اے ہمارے پروردگار وہ ہمارے ساتھ روزہ رکھا کرتے تھے، روزے رکھا کرتے تھے اور نمازیں پڑھا کرتے تھے، تو ان سے کہا جائے گا! جنہیں تم پہچانتے ہو انہیں دوزخ سے نکال لاؤ، آگ کی ان کے چہروں تک رسائی حرام کر دی جائے گی اور بہت سے ایسے لوگوں کو دوزخ سے نکال لائیں گے جو کہ نصف پنڈلیوں تک یا گھٹنوں تک آگ میں جل رہے ہوں گے۔ پھر وہ عرض کریں گے یا اللہ جن لوگوں کو تو نے ہمیں آگے سے نکلنے کا حکم دیا تھا ان میں اب کوئی بھی آگ میں نہیں رہا، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ واپس جاؤ اور جس کے دل میں تم ایک دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ ان کو نکال لاؤ تو بہت سی مخلوق کو نکال لائیں گے اور عرض کریں اے اللہ تو نے جن کے بارے میں ہمیں حکم دیا گیا ان میں سے ہم نے کسی کو بھی نہیں چھوڑا سب کو نکال لائی ہیں تو اللہ فرمائے گا واپس جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان پاؤ ان کو بھی نکال لاؤ تو بہت سی مخلوق کو نکال لائیں گے اور پھر عرض کریں گے یا اللہ جن کے بارے میں ہمیں تو نے حکم دیا ہم نے ان میں سے کسی کو بھی دوزخ میں نہیں رہنے دیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس جاؤ اور جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی بھلائی پاؤ تو اس کو نکال لاؤ تو وہ بہت سے اور لوگوں کو نکال لائیں گے اور عرض کریں گے اے ہمارے پروردگار! اب ہم اس میں کسی طرح کی نیکی نہیں رہنے دی"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ مومن اور پرہیزگاروں کی صحبت نہ صرف اس دنیا میں انسان کے کام آتی ہے بلکہ قیامت کے کٹھن لمحات میں بھی یہ اپنی

سگتوں کو نبھائیں گے اور اگر ان اعمال ان کے دوزخ میں جانے کا سبب بنیں گے تو یہ اللہ تعالیٰ کے حضور اس کے اذن سے اپنے ان ساتھیوں کے سفارشی بن کر ان کی بخشش کا سامان کریں گے۔ مسلمانوں میں روحانی سلاسل میں بیعت کا مقصد بھی دنیا میں رشد و ہدایت کا سامان کرنا اور مومنین کو ایسا ماحول فراہم کرنا ہے جس کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر پاکیزہ زندگی اختیار کر کے اپنی آخرت کو سنوار لیں۔

پاکیزہ تربیت

پاکیزہ تربیت پاکیزہ عمل کی طرف لے جاتی ہے اور اپنے ارد گرد افراد کے لئے بھی پاکیزگی کا سامان بنتی ہے، اس کے برعکس بری تربیت کے اثرات بھی

برے ہی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Published:

May 7, 2026

وَالْبَلَدُ الطَّيِّبُ يَخْرُجُ نَبَاتُهُ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۗ وَالَّذِي خَبثَ لَا يَخْرُجُ إِلَّا نَكِدًا ۗ كَذَلِكَ نُصَرِّفُ الْأُمُورَ لِقَوْمٍ يَشْكُرُونَ¹⁹

"اور جو شہر پاکیزہ ہے اس کا سبزہ اس کے رب کے حکم سے نکلتا ہے، اور جو خراب ہے اس میں سے جو کچھ نکلتا ہے ناقص ہی ہوتا ہے، اسی طرح ہم شکر گزاروں کے لیے مختلف طریقوں سے آیتیں بیان کرتے ہیں"

زمین جس طرح کی ہوگی اس کی پیداوار بھی اسی طرح کی ہوگی اس سے واضح ہوتا ہے کہ تربیت جس طرح کی ہوگی اس کا معاملہ اور عمل بھی اسی طرح کا ہوگا۔ امام شوکانی اس آیت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

التربة الطيبة يخرج نباتها بإذن الله وتيسيره إخراجا حسنا تاما وافيا والذي خبث لا يخرج إلا نكدا أي: والترية الخبيثة لا يخرج نباتها إلا نكدا، أي: لا خير فيه²⁰

"پاک مٹی اللہ کے حکم اور اس کی فراہم کردہ آسانی سے اچھی، وافر اور کافی پیداوار دیتی ہے اور جو مٹی ناکارہ ہو اس سے صرف خراب پیداوار ہی نکلتی ہے یعنی جو مٹی خراب ہوگی اس سے ناکارہ پیداوار ہی ملے گی مطلب اس میں کوئی بھلائی نہیں ہوگی"

یہی مثال کافر اور مومن اور نیک اور گنہگار کی ہے کہ ان کی دوستیاں اپنی سرشت کی طرف ہی لے جائیں گی لہذا کافر و معصیت شعار ایک نیک آدمی کو بھی اپنی ڈگری چلا دے گا جبکہ مومن اور پرہیزگار نافرمانوں کو بھی نیکی اور فرمانبرداری کا سلیقہ سکھا کر اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوف اس کے سینے میں ڈال دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ صالحین کی تربیت نیکی کے ماحول میں ہوتی ہے، ان کا رجحان ذکر اللہ اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی والے امور میں ہوتی ہے۔ مخلوق کے ساتھ ان کا تعلق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت کی خاطر ہوتا ہے اور اس نیک سرشت کی اس کائنات میں اعلیٰ ترین مثال رسول اللہ کی ذات پاک ہے خود اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں گواہی دے رہا ہے کہ:

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ²¹ "بے شک ہی تو خلقِ عظیم کے مالک ہیں"

اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی اتباع کا اس انداز سے حکم فرمایا کہ اللہ کا رسول جو تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے روکے اس سے رک جاؤ²² اور یہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے²³ اعلیٰ تربیت اور اعلیٰ اخلاق کے مرکز و ماخذ کی طرف بھی رہنمائی فرمادی تاکہ پاکیزہ روحیں اس

¹⁹ - الاعراف، 7: 58

²⁰ - شوکانی، محمد بن علی بن محمد بن عبد اللہ، فتح القدر (بیروت: دار ابن کثیر، دار النظم للطیب، 1414ھ)، 2: 245

²¹ - القلم، 68: 4

²² - الحشر، 59: 7

²³ - النساء، 4: 80

پاکیزہ مرکز کی طرف رجوع کر کے اپنی اعلیٰ تربیت کا سامان بھی کریں اور خلائق کے لئے رشد و ہدایت کا فریضہ بھی سرانجام دیں۔ اللہ والے اور صالحین کی مجلسیں خرافات، تصادمات و نزاعات اور خلاف شریعت امور سے پاک ہوتی ہیں اور ان کی صحبت اللہ کی یاد کا سامان ہوتی ہے اسی لئے اس کے لزوم کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ان اچھی تربیت والوں کی صحبت خوف خدا، اتباع شریعت، فروغِ محبت اور اخلاص و ولہیت کے پھل دے کر اہل دنیا کو نفرتوں اور کدورتوں سے نکال مہینیں بانٹنے والے بنادیں گے کہ ان کی مجالس میں خیر ہی خیر ہوتی ہے اور یہ معصیت کوش دلوں کو اللہ کے ذکر اور خوف سے منور کر کے نیکیوں کا عادی بنادیتے ہیں۔

حسن معاملہ

انسان اپنی طبیعت کے اعتبار سے معاشرت کا عادی ہے اور اکیلے رہنا اس کے لئے بہت مشکل ہے۔ دوسری طرف معاملاتِ زندگی میں ہر انسان دوسرے کا محتاج ہے اور اس احتیاج میں حسن معاملہ کا اہم کردار ہے۔ کاروباری ماحول ہو یا خاندان، محلہ، شہر یا ملک کا بلکہ آج کے ڈیجیٹل دور گلوبل ویلج کا ہر سطح پہ انسان، معاشرہ یا ممالک ایک دوسرے کے محتاج ہیں کہ دو ممالک کی جنگ پوری دنیا کو متاثر کرتی ہے اور ان کی معیشتوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ ایسے میں حسن معاملہ ٹوٹے دلوں کے جوڑنے کا ذریعہ اور دین سے قطع تعلقی کر جانے والوں کو واپس دین کے دائرہ میں لانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس اعتبار سے تجارت، سیاست اور وعظ و نصیحت سب میں حکمت، تدبر اور حسن معاملہ کی ضرورت ہے اس معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ کو خطاب کے الفاظ حسن معاملہ کی اہمیت کو واضح کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۚ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ
وَسَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۚ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ²⁴

"پھر (اے حبیب ﷺ) اللہ کی رحمت کے سبب سے آپ ان کے لیے نرم ہو گئے، اور اگر آپ تند خواہ اور سخت دل ہوتے تو البتہ یہ لوگ آپ کے گرد سے بھاگ جاتے، پس انہیں معاف کر دیجئے اور ان کے لئے بخشش مانگئے اور کام میں ان سے مشورہ لیا کریں، پھر جب آپ اس کام کا ارادہ کر چکیں تو اللہ پر بھروسہ کیجئے، بے شک اللہ توکل کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے"

نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی آپسی محبت و ہمدردی کے ماحول کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

Published:

May 7, 2026

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۚ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ²⁵

"محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی معیت اور سنگت میں ہیں (وہ) کافروں پر بہت سخت اور زور آور ہیں آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔ آپ انہیں کثرت سے رکوع کرتے ہوئے، سجدہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ (صرف) اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلب گار ہیں۔ ان کی نشانی ان کے چہروں پر سجدوں کا اثر ہے"

یہ تمام اوصاف وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور پھر سابقہ کتابوں میں بھی ان کے انہی احوال کے تذکرہ کا ذکر کر کے ایمان اور عمل صالح اختیار کرنے والوں کے ساتھ بخشش کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہی وہ حقیقت جس کا یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ اسلام تلوار سے نہیں محبت سے پھیلا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاد اشاعت و دفاع دین کا ایک لازمی ذریعہ ہے مگر اس بازی کے لئے تیار کرنے والے ان افراد کی ضرورت ہے جو محبتوں سے دل لوٹنے والے ہوں اور اپنے حسن معاملہ سے اوروں کو اسلام کے لئے اس انداز سے مخلص بنانے والے ہوں کہ کہیں کفر کے ساتھ مذہبیہ کا موقع آئے تو وہ اسباب حرب کی طرف نہ دیکھیں بلکہ مسبب الاسباب پر ان نگاہیں ہوں اور اسی پر ان کا ایمان و یقین ہو۔ تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے مومنوں کے حسن معاملہ کا درس دیتے ہوئے ان کے ساتھ اس انداز سے دفا کرنے اور تعلق نبھانے کا درس دیا کہ ان کا دکھ اپنا دکھ محسوس ہو۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

مثل المؤمنین في توادهم وتراحمهم وتعاطفهم، مثل الجسد. إذا اشتكى منه عضو، تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى²⁶

"مسلمانوں کی، ان میں آپس میں محبت کرنے، ہمدردی کرنے اور نرمی برتنے میں، مثال ایک جسم کی سی ہے کہ اس کے کسی حصے کو جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تو سارے کا سار جسم اس کی وجہ سے بیداری اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے"

یہ جذبات تب پیدا ہوتے ہیں جب معاشرہ ظلم و ستم اور جور و جفا ختم ہو جائے اور لوگ ایک دوسرے کے ساتھ اس انداز سے جذباتی طور پر وابستہ ہو جائیں کہ ظلم و تعدی اور دھوکہ و غصب کا خیال ان کے ذہنوں سے ہی نکل جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلم معاشرہ کے اسی وصف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يسلمه²⁷

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسے کسی ظالم کے سپرد کرتا ہے"

نفرت و کدورت کا سبب بننے والے امور جن میں خیانت، جھوٹ اور تحقیر ی رویہ ہے، ان سے مسلم معاشرے کی پائی کی لزوم کو بیان کرتے آپ ﷺ نے فرمایا:

²⁵ - الفتح، 29:48

²⁶ - مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الفضائل، باب تراحم المؤمنین و تعاطفهم و تعاونهم، 4: 1999-2000، رقم الحدیث: 2586

²⁷ - مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر و الصلوة و الآداب، باب تحريم الظلم، 4: 1996، رقم الحدیث: 2580؛ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب المظالم، باب تحريم الظلم، 3: 128، رقم الحدیث: 2442

Published:

May 7, 2026

المُسْلِمُ أَحْوُ الْمُسْلِمِ، لَا يَخُونُهُ وَلَا يَخْذِبُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ²⁸

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس سے خیانت کرتا ہے، نہ جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس کو سوا کرتا ہے"

جن افراد میں حسن معاملہ کے یہ اوصاف ہوں گے ان کی صحبت میں بیٹھنے والے انہی اوصاف سے متصف ہونے کی کوشش کریں گے اور جس معاشرے کے افراد اس انداز سے عزتیں، محبتیں بانٹنے والے اور اخلاص کا معاملہ اس انداز سے ہو کہ ان سے خیانت اور جھوٹ کا شائبہ تک نہ ہو وہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے محبوب بھی ہوں اور اپنے بہن نشینوں کی فلاح اور اخروی نجات کا ذریعہ بننے والے بھی ہوں گے، لہذا ایسے افراد کی سنگت اختیار کرنا لازمی ہو گا تاکہ ان کے حسن معاملہ کا پرتو بنا جاسکے۔

حاجت براری

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام حاجت کو پورا کرنے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی ہے لیکن مخلوق میں وصف اللہ تعالیٰ کی عطا اور مدد سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ معاشرتی زندگی میں اتار چڑھاؤ ایک فطرتی معاملہ ہے تو ایسے میں ہر انسان کسی نہ کسی انداز میں دوسرے کا محتاج نظر آتا ہے اور کسی کا مصیبت اور مشکل میں مبتلا ہو جانا دوسروں کو پریشان کر دیتا ہے پھر وہ اپنی بساط کے مطابق اس پریشانی حال کی اعانت کے لئے کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم اس کی ایک جھلک غارِ حرا میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنوں کے غار کے دھانہ تک پہنچنے پر پریشانی اور رسول اللہ ﷺ کے ان کو تسلی دینے والے معاملہ کی پیش کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے قول کو ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:

ثَانِي اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا²⁹

"دو میں سے ایک جبکہ وہ اپنے ساتھ ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے"

مصیبت کے ان لمحات میں اس پریشانی اور اس پر آپ ﷺ کی طرف تسلی کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کا سامان اور معاشرتی اصلاحی اصول بنا دیا کہ دیکھنا کہیں پتھر دل نہ بن جانا بلکہ ایک دوسرے کی مصیبتوں پر اس انداز سے پریشان ہونے کی عادت ڈال لو کہ یہ پریشانی تمہیں اس کی اعانت پر مجبور کر دے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کے معاشرتی نصاب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا جس کے راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں:

28 - ترمذی، السنن، ابواب البر والصلیہ، باب ما جاء فی شفقہ المسلم علی المسلم، 4: 325، رقم الحدیث: 1927

29 - التوبہ، 9: 40

Published:

May 7, 2026

لِلْمُؤْمِنِ عَلَى الْمُؤْمِنِ بَيْتٌ خِصَالٍ، يَعُوذُهُ إِذَا مَرِضَ وَيَشْهَدُهُ إِذَا مَاتَ، وَيُجِيبُهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيُسَلِّمُ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُسَمِّمُهُ إِذَا عَطَسَ، وَيُنْصَحُ لَهُ إِذَا غَابَ أَوْ شَهِدَ³⁰

"مومنوں کے ایک مومن پر چھ حقوق ہیں، وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، مر جائے تو اس کے جنازے میں شریک ہو، کھانے پہ بلائے تو اس کو قبول کرے، جب

بھی اس سے ملے اسے سلام کرے، جب چھینک مارے تو اس کا جواب دے اور اس کی موجودگی اور عدم موجودگی دونوں صورتوں میں اس کو نصیحت کرے"

اب جو بھی شخص ان اوصاف سے متصف ہو وہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ٹھہرا کیونکہ ان سب معاملات میں اک دوسرے کی حاجت کو پورا کرنے کا

سامان ہے۔ مریض کی عیادت اس کو حوصلہ دینے کا اور اس کو شفا یابی کی دعاؤں سے نوازنے کا ذریعہ ہے جس سے اس کی تکلیف کی شدت میں کمی آجاتی ہے، موت کی

صورت میں اس کے جنازے میں شرکت اس کے لئے مغفرت کی دعا اور پیمانہ گان کے لئے صبر کا سامان اور غم کی شدت میں کمی کا سامان ہے، کھانے کی دعوت کو

قبول کرنا ایک تو اس کے ساتھ محبت و مودت کے تعلقات کی مضبوطی کا سامان اور دوسرا اس علاقے میں اس دعوت دینے والے کے شناساؤں میں اضافہ کے ساتھ

اس کے خیر و برکت کا سامان بھی ہے، ہر ملاقات پر سلام نیک جذبات اور ایک دوسرے کے لئے سلامتی کی تمنا کا فروغ ہے، چھینکنے پر اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف

سے اس کی جسم کی کٹافٹوں دوری اور صحت میں بشارتی کے سامان پر اللہ تعالیٰ کی تحمید و تہلیلہ دعا ہے اور نصیحت تو برائی کے سدباب اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

کا سامان ہے، توجہ یہ تمام امور خیر ہی خیر ہیں تو ایسا معاملہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق کیوں نہ ہوں گے؟ اسی لئے تو ایسے افراد کی سنگت کو لازمی رکھا

کہ یہ مصیبتوں کے ازالہ کا سامان کرنے والے اور خیر بانٹنے والے ہیں، اور اگر اس طرح کے جذبات سے انسان عاری ہے تو اس کی نمازیں بھی قبول نہیں بلکہ قرآن

کریم ایسے افراد کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَدِّبُ بِالذِّينِ - فَذَلِكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتِيمَ - وَلَا يَحْضُ عَلَى طَعَامِ الْمَسْكِينِ - فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ - الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ - الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ - وَيَتَمَتَّعُونَ بِالْمَاعُونِ³¹

"کیا آپ نے اس کو دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔ پس وہ وہی ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پس ان نمازیوں کے لیے

ہلاکت ہے۔ جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔ جو دکھلاوا کرتے ہیں۔ اور برتنے کی چیز تک روکتے ہیں"

اب جس شخص میں عدم تعاون کی یہ علتیں ہوں گی اللہ کریم اس کی نمازوں کو بھی رد فرما رہا ہے کہ دوسروں کے کام آنے کا وصف ان میں موجود نہیں ہے، اب اگر یہ

نمازیں بھی پڑھیں گے تو رد کر دی جائیں گی اور ان معاملہ کو محض دکھلاوا اشار کیا جائے گا۔ اس کے برعکس جن میں تعاون باہمی کا جذبہ ہو گا اور ضرورت کے وقت

لوگوں کے کام آنے والے ہوں گے یہی لوگ تو صالحین و مقربین ہیں اور انہی کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تین:

³⁰ - ترمذی، السنن، ابواب الادب، باب ماجاء فی تشییت العاطس، 80:5، رقم الحدیث: 2737

³¹ - الماعون، 7-1:107

Published:

May 7, 2026

وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ³²

"اور وہ اپنی جانوں پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو"

پھر صالحین کا وصف بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرمایا:

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا³³

"اور وہ اس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں"

مزید ان کے اوصاف میں فرمایا:

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَظِيمِ الْعَفِيفِ وَالْعَافِي عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ³⁴

"جو خوشی اور تکلیف میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

ان آیات بینات پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ صالحین میں قربانی کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے اور جو قربانی کے جذبہ سے سرشار ہو وہ خود بھی دوسروں کے کام آتا ہے اور

اپنے دوستوں کو بھی اس عادت سے مزین دیکھنا چاہتا ہے، اس لئے ایسے لوگوں کی سگت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور اخروی فلاح کا سامان ہوگا۔

خطائیں معاف کرنے کی عادت

غزشتیں اور کوتاہیاں کسی نہ کسی انداز میں عام طور پر انسانوں میں پائی جاتی ہیں لیکن صالحین ان کوتاہیوں کو نہیں دیکھتے بلکہ ان کو راہِ حق پر قائم رکھنے کے

لئے ان کی خطاؤں کو عموماً معاف کرتے رہتے ہیں جیسا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے وصف کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَالْكَافِرِينَ الْعَاقِبِينَ عَنِ النَّاسِ ۗ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ³⁵

"اور وہ غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں، اور اللہ نیک کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے"

آیت کے الفاظ واضح کرتے ہیں کہ معاف کرنا ایک احسان ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ بنتا ہے۔ حضرت معاذ بن انس جب اپنی والد سے روایت کرتے ہیں کہ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

³² - الحشر، 59:9

³³ - الانسان، 76:8

³⁴ - آل عمران، 3:134

³⁵ - آل عمران، 3:134

Published:

May 7, 2026

"مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَسْتَطِيعُ أَنْ يُنْفِذَهُ دَعَاهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ حَتَّى يُخَيَّرَهُ فِي أَيِّ الْحُورِ شَاءَ" جس نے اس حالت میں غصہ پیا کہ وہ اس کے مطابق عمل کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اسے لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دے گا کہ (جنت کی حوروں میں سے) جو بھی حور چاہے لے لے"

معاف کرنا ایک ایسا عمل کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ خود اس کی ترغیب دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَلْيَعْفُوا وَ لِيَصْفَحُوا- أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَ اللَّهُ عَفُورٌ رَحِيمٌ³⁶

"اور چھپائے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے"

نبی کریم ﷺ کو افضل المخلوق ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے معافی کی صفت کو لازم پکڑنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ³⁷

"(اے حبیبِ مکرم!) آپ درگزر فرمانا اختیار کریں، اور بھلائی کا حکم دیتے رہیں اور جاہلوں سے کنارہ کشی اختیار کر لیں"

یہ الٰہی پیغام کا اثر تھا نبی کریم ﷺ نے ساری زندگی کسی سے ذاتی معاملہ کی بناء پر انتقام نہیں لیا اور نہ ہی اپنی ذات سے متعلق کسی کی غلطی پر اس کی گرفت فرمائی بلکہ معافی اور درگزر والا پہلو ہی اختیار فرمایا۔

تعلیماتِ اسلام کے مطابق جب مصاحبت ان لوگوں سے ہوگی جو کہ غلطیوں پر گرفت کی بجائے معافی والے پہلو کو اختیار والے ہیں تو لازمی بات ہے ساتھیوں میں بھی یہ وصف پیدا ہو جائے گا جو کہ اس سنگت کا نتیجہ ہوگا، جس کی وجہ سے مصاحب بھی نیک ہو جائیں گے۔

وفاء و اخلاص

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے اپنے دلوں کو وفا اور اخلاص کا موقع بنا کے رکھتے ہیں، اس لئے کہ بھائی ہمیشہ بھائی کی خوشی پر خوش ہوتا ہے اور اس کے غم اور تکالیف بھائی کو غمگیں کر دیتے ہیں۔ صالحین کا وفا و اخلاص کا پیکر ہونا ایک دینی تقاضا ہے۔ مومن تو دوسرے مومن کے ساتھ اسی طرح محبت کرتا ہے جس طرح وہ اپنی جان کے ساتھ محبت کرتا ہے اور اس کے ساتھ بہر صورت تعاون پر تیار رہتا ہے، نتیجی طور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

³⁶۔ النور، 24: 22

³⁷۔ الاعراف، 7: 199

Published:

May 7, 2026

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا، ثُمَّ سَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ³⁸

"ایک مومن دوسرے مومن کے لئے مضبوط عمارت کی طرح ہے کہ جس کا بعض بعض کو مضبوط کرتا ہے پھر (مثال کے ذریعے بات کو مزید واضح کرنے کے

لئے) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو قینچی کی طرح کر لیا"

اخلاص کے اس وصف کے آپس کی محبت لازم ہے اور لزوم محبت کے لئے امام غزالیؒ کے نزدیک دینی و دنیوی معاملات میں حسد کا نہ ہونا ہے اور جن کو اللہ تعالیٰ محبتیں

فی اللہ کے وصف سے متصف کریں ان سے تو حسد ہونا ہی نہیں چاہئے۔³⁹

نبی کریم ﷺ نے سات افراد کا تذکرہ فرمایا جن کو قیامت والے دن اللہ تعالیٰ کے عرش کا سایہ نصیب ہوگا، ارشاد فرمایا:

سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَدْلٌ، وَسَابُّ نَسَاءٍ فِي عِبَادَةِ اللَّهِ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ، وَرَجُلَانِ تَحَابَّتَا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالَ فَقَالَ: إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ، فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا تُنْفِقُ يَمِينُهُ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاصَتْ عَيْنَاهُ⁴⁰

"سات افراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس دن کہ جب اس کے (عرش کے) سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا اپنے (عرش کے) سایہ میں رکھے گا، عادل حکمران، ایسا نوجوان جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں پروان چڑھا، ایسا آدمی جس کا دل مسجد کے ساتھ معلق رہتا ہے، دو آدمی کہ اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، اسی کی محبت میں اکٹھے ہوتے اور اسی کی محبت میں جدا ہوتے ہیں، ایسا آدمی جسے کسی منصب و جمال والی عورت نے (برائی کی طرف) بلا یا تو اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، ایسا آدمی جس نے صدقہ کیا تو اس کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا اور ایسا آدمی جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے"

اس روایت اخلاص و وفا مظاہر دیکھیں تو حاکم کا عدل، جوانوں کا عبادت کے ماحول سے وابستہ رہنا، دلوں کو اللہ تعالیٰ کی مساجد سے وابستہ رکھنا، اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر محبت، ملاقاتیں اور پھر ایک دوسرے کو الوداع کہنا، اللہ کے حکم کے ساتھ و فواد اخلاص کی پاسداری کرتے ہوئے گناہوں کے ماحول، مواقع اور سہولت کے باوجود اپنے اوپر خوفِ خدا طاری کر لینا، صدقہ و خیرات میں دکھلاوے سے اپنے آپ کو بچانا اور نیکی کے ان معاملات کو از بنا کے رکھنا اور پھر تنہائیوں میں خوفِ خدا سے رونا، یہ سب اخلاص اور اللہ اور اس کے احکام کے ساتھ وفا کے مظہر ہیں تو ایسی صورت میں عرش کو سایہ کیونکہ ان صالحین کو نصیب نہ ہو کہ یہ تو سراپا اخلاص اور سراپا وفا ہیں۔ ان صالحین ہی کا وصف ہے کہ خود کو ضرورت ہو تو اس کی پرواہ نہیں مگر دوسروں کی ضروریات کی تسکین کا سامان کرنا شروع کر دیتے ہیں جو شریعت اور شارع دونوں کے ساتھ وفا کی علامت ہے۔

38۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً، 8: 12، رقم الحدیث: 6026

39۔ غزالی، ابو حامد محمد بن محمد، احیاء علوم الدین (بیروت: دار المعرفۃ، سن)، 2: 184

40۔ بخاری، الجامع الصحیح، کتاب الزکوٰۃ، باب تعاون الصدقۃ بالبینین، 2: 111، رقم الحدیث: 1423

مجاہدین کے لئے ان کی حیات و ممات دونوں صورتوں میں دعا کرتے رہنا

دعا ایک ایسا عمل ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت حصول اور اس کے قرب کے ساتھ ساتھ آفات و بلیات سے چھٹکارے کا ذریعہ بھی ہے۔ ملاقات کے

دوران تو مسلمان کی زبان سے کلمات خیر اور دعا کے الفاظ ادا ہوتے ہی ہیں مگر غیر موجود احباب کے لئے دعا بھی صالحین کا طریقہ ہے اور یہ وہ طریقہ ہے کہ جس میں

دعا کا اثر و طرفہ ہوتا ہے۔ حضرت ابو درداء روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما من عبد مسلم يدعو لأخيه بظهر الغيب، إلا قال الملك: ولك، بمثل⁴¹

"کوئی بھی مسلمان جب اپنے بھائی کی عدم موجودگی میں اس کے لئے دعا کرتا تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسے ہی ہو"

اس سے پتہ چلتا ہے مسلمان بھائیوں کی غیر موجودگی میں ان کے لئے کلمات خیر اور دعاؤں کا سلسلہ جس کے لئے دعا کی جا رہی ہے اس کے لئے تو بھلائی کا سامان ہے

ہی مگر خود دعا کرنے والا بھی اس کی برکات سے محروم نہیں ہوتا اور دعا تو ایک ایسا عمل ہے جو بہر صورت قبول ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کو مخاطب کر کے فرما رہا

ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ⁴² "اور تمہارے رب نے فرمایا کہ مجھے پکارو، میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا"

اسلام کا تو خاصہ ہے کہ اس میں سب کے لئے خیر خواہی ہی خیر خواہی ہے حتیٰ کہ صالحین کا شیوہ بیان کرتے ہوئے اللہ کریم ارشاد فرماتے ہیں:

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ⁴³

"اور ان کے لیے بھی جو مہاجرین کے بعد آئے (اور) دعا مانگا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان لائے

ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کی طرف سے کینہ قائم نہ ہونے پائے، اے ہمارے رب! بے شک تو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے"

یہ دعا مہاجرین کے ساتھ اظہارِ محبت کا ایک ذریعہ بھی ہے امت کے لئے دعاؤں کے تسلسل کی ایک تربیت بھی ہے۔ مزید غور کیا جائے تو دعا کا یہ سلسلہ تمام امت

مسلمہ کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا کی صورت میں ہے جو قرآن مجید کا حصہ بنی اور تمام امت نمازیں دوڑا نو بیٹھ کر سلام پھیرنے سے پہلے اپنی زبانوں

سے یہ کلمات ادا کرتے ہیں:

41 - مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الذکر والذکر والدعاء والتوبہ والاسْتِغْفَار، باب فضل الدعاء للمسلمین فی ظہر الغیب، 4: 2094، رقم الحدیث: 2732

42 - خاف، 40: 60

43 - البخاری، 59: 10

Published:

May 7, 2026

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي ۖ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَاءَ ۚ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ
"اے میرے رب! مجھے اور میری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنادے، اے ہمارے رب! اور میری دعا قبول فرما۔ اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور
ایمانداروں کو حساب قائم ہونے کے دن بخش دے"

صالحین کی دعاؤں کا یہ سلسلہ کسی مخصوص فرد، نسل یا طبقہ و کروہ کے لئے نہیں ہوتا بلکہ تمام امت کے لئے ہوتا ہے، اس لئے اس کے اثرات بھی پوری امت کے لئے
ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں محبت تعلقات اور قرابتی رشتوں کی بناء پر نہیں بلکہ رشتہ ایمان پر استوار ہوتی اس لئے پوری مخلوق کو عیال اللہ سمجھتے ہوئے ان کی خیر خواہی
چاہتے ہیں اسی لئے وہ اپنے معمولات میں طلبِ ہدایت، توفیقِ عبادت و خدمتِ خلق کی دعاؤں کو اپنے اور اد میں شامل کرتے ہیں۔

اس ساری بحث پر غور کیا جائے اس کا نچوڑ درج ذیل اہم نکات کی صورت میں سامنے آتا ہے:

- صالحین کی صحبت بندہ مومن کے لئے اتنی ہی ضروری جتنی اس کے زندہ رہنے کے خوراک کی ضرورت ہے؛
- اسلامی معاشرہ کے ہر فرد کو چاہئے کہ اپنی دوستیوں اور تعلقات کا محاسبہ کرتا رہے کہ کہیں اس کی دوستیاں اس کی اخروی گرفت کا سبب نہ بن جائیں؛
- حیاتِ آخرت میں سنگتوں کی بنیاد نبوی سنگتوں پر ہوگی، لہذا نیکیوں کی سنگت کا التزام کرنا چاہئے تاکہ نیکی کے ماحول میں ڈھل کر گناہوں سے بچا جاسکے؛
- توبہ کی نیت کر کے اگر صالحین کی سنگت اختیار کی جائے تو اللہ تعالیٰ خطاؤں کا ازالہ فرمادے گا؛
- صالحین کی محفلیں روحانیت کا مرتع ہوتی ہیں اور ان میں اللہ تعالیٰ کے قرب کی کیفیت محسوس ہوتی ہے؛
- اصلاح کے لئے چونکہ ایمان اور تقویٰ پہلا زینہ ہے اس لئے صالحین میں ایمان و تقویٰ دونوں مربوط نظر آئیں گے؛
- صالحین کی تربیت چونکہ نیکی کے ماحول میں ہوئی ہوتی ہے اس لئے وہ اپنے مصاحبین پر نیکی کا رنگ چڑھا کر ان کے لئے ہدایت کا سامان کرتے ہیں؛
- صالحین کی اہم پہچان ان کا حسن معاملہ ہے کہ وہ جفاکاروں کے ساتھ بھی تحمل، نرمی اور اچھے انداز سے معاملہ کرتے اور ان کی اصلاح کی ہی سوچ رکھتے ہیں؛
- دوسروں کی تکلیفوں کو دیکھ کر بے چین ہو جانا اور پھر ان کی مشکل اور تکلیف کا ازالہ کرنا صالحین کا اہم وصف ہے، اس مقصد کے لئے اپنے مفاد سمیت ہر قربانی
دینے کے لئے تیار ہوتے ہیں؛
- ان کے دوستوں سے اگر غلطی ہو جائے تو وہ اس کا مواخذہ کرتے ہوئے سرزنش کی سوچ نہیں رکھتے بلکہ فوراً معاف کرتے ہوئے انہیں پر احسان اور انعام کرنا
شروع کر دیتے ہیں؛ اور
- خیر خواہی، اخلاص اور وفا کے پیکر یہ صالحین ہمیشہ اپنے ساتھیوں اور دیگر مسلمانوں کے لئے دعا گو رہتے ہیں۔

یہ موضوع انسانی فلاح، معاشرتی امن و سکون اور توجہ الی اللہ کے لئے اپنی نوعیت کا اہم مضمون ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے دور حاضر کی نوجوان نسل

کو سوشل میڈیا اور دیگر معاشرتی قباحتوں سے بچانے کے اس طرح کے موضوعات پر کام کیا جائے اور نوجوان نسل کو قرآنی تعلیمات سے آگیا کیا جائے تاکہ ان کی

ہدایت کا سامان ہو سکے اور وہ اپنی جو انیاں ہو اہوس اور شیطانی امور میں ضائع کرنے کی بجائے نیکیوں کی سنگت اور نیکی کے ماحول کو اپنا کر اپنی دنیا اور آخرت کی بہتری کا

سامان کر سکیں۔